منتخبات

# اُصولِ تفسیر و علومِ قرآن

اردو ترجمہ

## یتیمۃ البیان فی شیئٍ من علوم القرآن

تالیف

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ

ترجمہ

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مکتبہ بینات

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

2011-١٤٣٢


**Maktaba Bayyenat**
Jamia-tul-uloom-il-islamiyyah
Allama Banuri Town Karachi
Pakistan

مکتبۂ بینات
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: +92-21-34913570 34927233 34121152
Fax: +92-21-34916819 34925352
Mail: info@banuri.edu.pk
Web: www.banuri.edu.pk

ایک کتاب تالیف فرمائی ہے۔

ہندوستان کے بعض مفسرین نے درست و نادرست کی آمیزش سے بھی تفسیر مرتب کی ہے، جن میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی اور مرزا حیرت دہلوی کا ترجمہ سرفہرست ہے، انہی ہندی مفسرین میں سے بعض نے قرآن کی مراد میں تحریف بھی کی ہے اور معنوی اعتبار سے گویا قرآن کو مسخ کردیا ہے، قرآن کو اپنی خواہشات کے قالب میں ڈھال کر اپنے واسطے جہنم کا ٹھکانہ تیار کیا ہے، جیسے محمد علی قادیانی جس کے متعلق گذشتہ سطور میں کچھ اشارہ کیا گیا، اس نے اپنی تفسیر میں سرسید احمد خان دہلویؒ - بانی علی گڑھ یونیورسٹی - کی تفسیر پر اعتماد کیا، اسی طرح حکیم محمد احسن امروہی مرزائی قادیانی ہے، جس کی تفسیر کا نام جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، غالباً "غایة البیان" تھا جس میں موصوف نے باطل اقوال خوب ذکر کئے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خوب سازش کی ہے۔

## سرسید احمد خان اور ان کی تفسیر

چونکہ سرسید احمد خان کی تفسیر کے متعلق تذکرہ چلا، اس لئے اگر ان کی شخصیت اور ان کی تحریر کردہ تفسیر کے متعلق وضاحت نہ کی جائے تو یہ مذہبی مداہنت اور عملی نفاق ہوگا، اس لئے کہ وہ بہت سے ایسے باطل پرست روشن خیال لوگوں کے رہبرورہنما ہیں، جن کے لیے ان کی کج روی کی بنا پر ملت اسلامیہ کی سیدھی اور ستھری راہ تاریک کردی گئی ہے، سرسید احمد خان زندیق اور ملحد شخص تھے یا پھر جاہل گمراہ، حق کی جانب راہ روی کے خواستگار تھے، لیکن سیدھی راہ ان سے خطا ہوگئی، انہوں نے شرعی معاملات اور شعائر ملت کے متعلق اپنی گمراہ اور ناکارہ عقل کو کسوٹی ٹھہرایا، جس کی بنا پر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، ان کا طرز وطریقہ یہ تھا کہ اہل یورپ واہل مغرب، ملت اسلامیہ پر جو بیکار اعتراضات کیا کرتے تھے، موصوف ان کو قبول کرتے تھے، پھر قرآن وسنت میں تاویلات کرتے تھے، اور اسلام کو کفر کے قریب کرکے دونوں کو ایک ہی دین بتلاتے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف یہ تمام تر تاویلات اس لئے کیا کرتے تھے کہ اس طرح وہ ان کافروں کے دربار میں جن کے ہاتھ میں ہندوستانی حکومت کی باگ ڈور تھی، تقرب اور شرف

باریابی حاصل کرلیں۔

چنانچہ انہوں نے فرشتوں کا انکار کیا اور کہا کہ: ملائکہ خیر کے فطری ملکہ کا نام ہے جو انسانی فطرت وجبلت میں ودیعت ہے، یہ کوئی مستقل عالم سے عبارت نہیں جو وجود انسانی سے کوئی خارج شئ شمار کیا جائے، بلکہ یہ ان صفات میں سے ہے جو انسان کے اندر ہی موجود ہیں۔

اسی طرح شیطان کا بھی انکار کیا اور کہا کہ: ''شیطان اس شری ملکہ سے عبارت ہے جو فطرت انسانی کا حصہ ہے، اسی طرح حشر اور معاد جسمانی کا انکار کیا، بلکہ ملحد فلاسفہ کی طرح صرف معاد روحانی کا قائل ومعتقد ہوا اور اسی طرح آسمانوں اور ارواح کے وجود کا بھی منکر ہوا۔

موصوف شرعی نبوت - جو خدائی عطیہ ونوازش ہے - کے بھی منکر تھے، جو نبوت حضرت خاتم النبیین ﷺ پر جا کر تمام ہوئی، وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ: یہ نبوت کسبی ہوتی ہے، انہوں نے نبوت کی صفات وعلامات میں تحریف وتبدیل سے کام لیا، نبی اور کسی بھی امت کے عام مصلح کو برابر قرار دیا، چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، اسی طرح ان معجزات کا بھی انکار کیا جو انبیاء کرام کے ہاتھوں سے خداوند کریم وقدیر کی قدرت سے ظاہر ہوئے کہتے ہیں کہ: ''خوارق کا ظہور خداوند کریم کے دست قدرت سے بالاتر ہے، گویا کہ موصوف نے تکلیف وتشریع کی بنیاد ہی کو باطل قرار دیا، بلکہ تمام قطعی ضروریات دین اور صریح صحیح قطعی نصوص کی بھی تاویلات کیں، جن کی قطعیت ودلالت وثبوت کے اعتبار سے مسلم ومتفق ہے، حتی کہ میرٹھ کے ایک خطاب میں کہنے لگے کہ: دنیوی معاملات تو خود اسلام نے ہمارے سپرد کر رکھے ہیں کہ جس طرح چاہیں جیسے چاہیں ان کے متعلق تصرف کریں، اس لئے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمادیا ہے کہ: ''أنتم أعلم بأمور دنیاکم منی'' تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو، جہاں تک دینی معاملہ کا تعلق ہے تو اس میں خوب وسعت وکشائش رکھی گئی ہے، فرمایا گیا کہ: ''من قال: لا إله إلّا الله دخل الجنة وإن زنى وإن سرق'' جس شخص نے کہا کہ: خدائے برحق کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جنت میں گویا داخل ہوگیا، اگرچہ زنا یا چوری کا مرتکب ہو۔

موصوف کے نزدیک ساری شریعت اسلامی کا یہی خلاصہ اور نچوڑ ہے، چنانچہ وہ

باریابی حاصل کرلیں۔

چنانچہ انہوں نے فرشتوں کا انکار کیا اور کہا کہ: ملائکہ خیر کے فطری ملکہ کا نام ہے جو انسانی فطرت وجبلت میں ودیعت ہے، یہ کوئی مستقل عالم سے عبارت نہیں جو وجود انسانی سے کوئی خارج شئ شمار کیا جائے، بلکہ یہ ان صفات میں سے ہے جو انسان کے اندر ہی موجود ہیں۔

اسی طرح شیطان کا بھی انکار کیا اور کہا کہ: ''شیطان اس شری ملکہ سے عبارت ہے جو فطرت انسانی کا حصہ ہے، اسی طرح حشر اور معاد جسمانی کا انکار کیا، بلکہ ملحد فلاسفہ کی طرح صرف معاد روحانی کا قائل ومعتقد ہوا اور اسی طرح آسمانوں اور ارواح کے وجود کا بھی منکر ہوا۔

موصوف شرعی نبوت - جو خدائی عطیہ ونوازش ہے - کے بھی منکر تھے، جو نبوت حضرت خاتم النبیین ﷺ پر جاکر تمام ہوئی، وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ: یہ نبوت کسبی ہوتی ہے، انہوں نے نبوت کی صفات وعلامات میں تحریف وتبدیل سے کام لیا، نبی اور کسی بھی امت کے عام مصلح کو برابر قرار دیا، چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، اسی طرح ان معجزات کا بھی انکار کیا جو انبیاء کرام کے ہاتھوں سے خداوند کریم وقدیر کی قدرت سے ظاہر ہوئے کہتے ہیں کہ: ''خوارق کا ظہور خداوند کریم کے دست قدرت سے بالاتر ہے، گویا کہ موصوف نے تکلیف وتشریع کی بنیاد ہی کو باطل قرار دیا، بلکہ تمام قطعی ضروریات دین اور صریح صحیح قطعی نصوص کی بھی تاویلات کیں، جن کی قطعیت ودلالت وثبوت کے اعتبار سے مسلم ومتفق ہے، حتی کہ میرٹھ کے ایک خطاب میں کہنے لگے کہ: دنیوی معاملات تو خود اسلام نے ہمارے سپرد کر رکھے ہیں کہ جس طرح چاہیں جیسے چاہیں ان کے متعلق تصرف کریں، اس لئے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمادیا ہے کہ: ''أنتم أعلم بأمور دنیاکم منی'' تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو، جہاں تک دینی معاملہ کا تعلق ہے تو اس میں خوب وسعت وکشائش رکھی گئی ہے، فرمایا گیا کہ: ''من قال: لا إله إلا الله دخل الجنة وإن زنى وإن سرق'' جس شخص نے کہا کہ: خدائے برحق کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جنت میں گویا داخل ہوگیا، اگرچہ زنا یا چوری کا مرتکب ہو۔

موصوف کے نزدیک ساری شریعت اسلامی کا یہی خلاصہ اور نچوڑ ہے، چنانچہ وہ

قرامطہ باطنیہ، اسماعیلیہ، مزدکیہ، اخشونیہ جیسے ملحد زنادقہ کے گروہ میں شامل ہو گئے، جنھوں نے قطعی ضروریات دین میں دوراز کار تاویلات کر دیں، بلکہ موصوف ان کے روحانی شاگرد معلوم ہوتے ہیں کہ ان کے ہی افکار کو اخذ فرما کر یہ گمان کر بیٹھے کہ خود ان نظریات کے موجد ہیں، شیطان نے انہیں ان گمراہ راستوں کو مزین دکھلایا تو انہوں نے نصوصِ قرآنی اور احادیثِ نبوی میں ایسی نکمی اور بیکار تاویلات کیں جن سے طبائع سلیمہ کراہت محسوس کرتی ہیں اور سماعت صحیحہ مسترد کر دیتی ہیں، اس طرح کی تاویلات تو ایک عقلمند شخص کے کلام کی بھی نہیں کی جاسکتیں، چہ جائیکہ خدائے پاک کے بلیغ وفصیح اور معجز کلام میں ایسی نکمی تاویلات کو راہ دی جائے یا حضور پاک ﷺ کو جنہیں جامع کلمات کی گویائی سے سرفراز فرمایا گیا، کے کلام کی ایسی بھونڈی تاویلات زیر غور لائی جائیں۔ دراصل خدائے پاک نے موصوف کی خرد وبصیرت کو اندھا فرمادیا تھا، جس کی بناء پر وہ اتنی تمیز بھی نہ کر سکے کہ آیا ان تاویلات کی من حیث العربیۃ قرآن وسنت کے کلمات میں گنجائش بھی ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اعدائے دین اور دشمنان ملت نے واضح جہالت کے پردے ان کی آنکھوں پر ڈالدیئے تھے اور جس کو خدا نور سے نہ نوازے، واقعۃً وہ نورِ فہم وفراست سے سرفراز ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

ستم برآں! کہ ان تاویلات کو وہ دین کی خدمت خیال کرتے تھے اور تاویلات کے ذریعے کافروں اور مسلمانوں کو ایک مذہب کے پیرو بتلاتے تھے۔

اس طرح کی تاویلات سے موصوف نے قرآن پاک میں تحریف کی اور دین اسلام کی تعلیمات کو مسخ کر دیا اور شریعت مطہرہ کے ستھرے خد وخال کو بدصورت وبدنما کر دیا، انہیں فاسد تاویلات کی بنیاد پر موصوف نے ''تفسیر القرآن'' کے نام سے اردو میں تفسیر تالیف کی، یہ تفسیر ''تفسیر القرآن'' کے بجائے ''تحریف القرآن'' کہلائے جانے کی مستحق ہے، بلکہ موصوف اپنی اس تحریف (بنام تفسیر) میں یہودی علماء سے بھی ایسی سبقت لے گئے کہ ان کو کہیں دور چھوڑ دیا، لیکن چونکہ نظمِ قرآن کی حفاظت کا خدائے پاک نے وعدہ فرما رکھا ہے، اس لئے موصوف اس نظم قرآنی میں تحریف وتغیر پر قادر نہ ہو سکے، وگرنہ ان کی شخصیت سے یہ تغیر وتحریف بھی کچھ بعید نہ تھا،

اور قریب تھا کہ ان کو اس تحریف لفظی سے کوئی چیز نہ روکتی۔اس طرح موصوف نے اہل یورپ واہل مغرب کی دین مٹانے کی سازش کے لئے اپنا قیمتی دین فروخت کردیا۔

پھران کی یہ تحریفات یہاں تک ہی منحصر نہ رہیں، بلکہ اس الحاد وزندقہ آمیز تاویلات کو انہوں نے اپنی تفسیر اور دیگر تالیفات وخطبات میں خوب پھیلایا،لیکن خدائے پاک نے قیامت تک کا اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے بندوں میں اس کی سنت وطریق یہ رہا ہے کہ کوئی بھی دور دینی معاملات کے محافظین اہل حق سے خالی نہیں رہا۔

مشہور ضرب المثل ہے کہ :"لکلّ فرعون موسی ،ولکلّ خرق راقع"یعنی ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہوتا ہے اور ہر پھٹن کے واسطے پیوند کار بھی ہوتا ہے،چنانچہ اس ملحد وزندیق کے کفر والحاد کو مٹانے اور اس کی باطنی خباثت ونجاست سے دین کو پاک وصاف کرنے کے لئے خدائے پاک نے مولانا ابو محمد عبد الحقؒ کو منتخب فرمایا، جو دہلی کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے،حقانی کے لقب سے معروف تھے،چنانچہ انہوں نے قلم اور زبان سے ان کی خوب تردید کی ،اور جلتا انگارہ اس ملحد کے پہلو اور پسلیوں میں رکھدیا اور اس کی روداد زندگانی وبد باطنی سے لوگوں کو آشنا کردیا۔

اسی طرح خدائے پاک ! گمراہ فرقوں کی سرکوبی کے لئے ایسے قابلِ قدر افرادِ امت کو چنتے ہیں جو تجربہ کار بھی ہوتے ہیں اور زمانہ کی فتنہ انگیزیوں اور نیرنگیوں سے خوب واقف بھی، جو ایسے ملحدین وزنادقہ کی خفیہ اسکیموں اور پروگراموں کو خوب پرکھ لیتے ہیں اور ان کے خسائس ورذائل اور بدباطنی پر مطلع ہوتے ہیں،جس کے باعث وہ ان کی مکروہ اسکیموں کو صاف ستھری دینی تعلیمات سے الگ کرنے کے فن میں کمال رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ محترم مولانا عبد الحقؒ نے "فتح المنان" کے نام سے سرسید کی تفسیر پر رد تحریر فرمایا اور امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس تفسیر کو خوب نفع مند فرمایا۔انہی فاضل مؤلف کی ایک مبسوط کتاب بھی ہے جو گویا ان کی تفسیر کے لئے مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے،جس میں فاضل مؤلفؒ نے سرسید کے الحاد کی بنیاد کو آشکارائے عالم کیا ہے اور اس کے فاسد وباطل اصول کی خوب

تنقید وتردید کی ہے۔اس کتاب کا نام "البیان فی علوم القرآن" ہے،اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا گیا،جس کو مشرقی ومغربی ممالک میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی،سرسید کے کردار کے متعلق یہ چند نمونے ہیں،اس کے مطابق اے ہوشمند و باخبر مخاطب !انصاف فرمائیے۔ انصاف بہترین صفت ہے۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ دینی معاملات یا حمیتِ وطنی اور حریت وطن میں سے کوئی معاملہ ایسا ہے جس کو تباہ وبرباد کرنے کی اس ملحد وزندیق نے کوشش نہ کی ہو، کاش !کہ اس کے یہ کفریہ نظریات وافکار لوگوں میں نہ پھیلتے !!!ورنہ موصوف نے تو یہ ارادہ کر لیا تھا کہ لوگوں کو اپنے دین کے تابع بنادیں اور لوگ ان کے منہ سے بکے ہفوات کو تسلیم کریں اوران پر کاربندرہیں۔

اپنی بعض کتابوں میں موصوف نے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ تک کے افکار کا استہزاء کیا ہے،اندازہ لگائیے کہ اس بیوقوف ملحد وزندیق کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی اور اس کا یہ اندھاپن اسے کن راہوں پر گامزن کر گیا کہ اپنی باطل تاویلات وتحریفات کو دقائق واسرار شمار کرنے لگا، یہاں تک کہ اپنی تفسیر میں صحابہ کرامؓ کے متعلق یوں کہہ گیا کہ:

> ''اونٹ چرانے والے' چرواہوں کو ان حقائق کی کیا خبر اور کیا سمجھ ہوسکتی ہے،اسی واسطے شریعت اسلامی نے ان کے لئے باریک مثالوں کے بجائے ان کی فہم ودانست کے مطابق ادنیٰ سی مثالیں بیان فرمائیں''

افسوس صد افسوس !غور کیجیے اس کی شرانگیزی کتنی فتنہ انگیز اور خطرناک ثابت ہوسکتی تھی، ان کے افکار تو بمثل اس مقولہ کے ہیں کہ :"تفاقم الشر و بلغ السکین العظم"یعنی شرحدود پھلانگنے لگا اور چھری سرایت کرتے کرتے ہڈی تک پہنچ گئی''۔

مزید تعجب مجھے مشہور مورخ ''سیرۃ النبی'' اور ''الفاروق'' وغیرہ جیسی گرانمایہ کتابوں کے مصنف علامہ شبلی نعمانیؒ پر ہوتا ہے کہ موصوف سرسید کے متعلق کیسی عجیب عقیدت رکھتے تھے، مجھے تو اس پر اس قدر افسوس ہوا جو نا قابل برداشت وبیان ہے، جب موصوف اپنے مکاتیب میں

سرسید کو یوں کہتے ہوئے مخاطب ہوئے ''سیدی ومولائی'' اور جب سرسید کا انتقال ہوا تو اسکے کسی معتقد کو موصوف علامہ شبلی نعمانیؒ یوں لکھتے ہیں کہ:

> ''ملت اسلامی کے ستون اس حادثہ سے ہلنے لگ گئے، میری مراد سرسید احمد خانؒ کا رب ذوالجلال کی رحمت کی طرف انتقال ہے، یہ حادثہ بروز اتوار ۲۷/مارچ کو پیش آیا، ہماری جمعیت بکھر گئی اور میں کچھ دیر تو بالکل ناکارہ بے حواس ہو رہا۔ والسلام شبلی نعمانیؒ ۲۹/مارچ ۱۸۹۸ء۔'' (مکاتیب شبلی)

یہ اس خط کے عربی الفاظ ہیں، راقم یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ آیا چند مشترکہ مصالح کے پیش نظر یہ دینی مداہنت تھی یا پھر ان دونوں شخصیات کی ارواح کی آپس میں مناسبت تھی اور فہم ودانائی میں دونوں کے مقاصد کا اشتراک تھا کہ ان کے علم کو یہاں تک رسائی حاصل ہوئی۔

ان تمام باتوں کی وضاحت اعلانیہ طور پر اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ کافر سے چشم پوشی برتنا بھی دین نہیں ہے، جس طرح ایک مسلمان کو کافر گردانا دین نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں لوگ دو بالکل مخالف اطراف میں چلے ہیں: بعضوں نے افراط کیا ہے اور بعضوں نے تفریط۔ جس کی وضاحت ہمارے حضرت علامۃ العصر مولانا شاہ محمد انور کشمیریؒ نے ''إكفار الملحدين'' میں بیان فرمائی ہے، بلکہ درحقیقت کافر سے چشم پوشی، تکفیر مسلم سے زیادہ اسلام کے لئے ضرر رساں ہے، لیکن چونکہ یہ مقام اس مسئلہ کی تفصیلات کا متحمل نہیں، اس لئے ہم ان تفصیلات سے اعراض کرتے ہیں۔

بہرحال اس مذکورہ مکتوب کو خوب پڑھئے۔ اگر سرسید احمد خان جیسا شخص ملت اسلامی کے ارکان میں سے شمار کیا جاوے گا تو ملت اسلامی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ حالانکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس نے ملت اسلامیہ کے بنیادی ارکان میں سے کسی بھی رکن کو متزلزل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اگرچہ وہ اس کی ناکام ونامراد کوششوں سے متزلزل نہیں ہو سکتے؟؟

لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ ایک شخص قرآن اور دین اسلامی کی تحریف کرتا ہے اور

دین کو ایک امر عقلی گردانتا ہے، برطانوی سامراج کے جال کو مضبوط کرنے کے لئے ان کی امداد واعانت میں کوشاں ہے' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ، نیز وطن اور باشندگانِ وطن کے ساتھ خیانت، ملعون حکومت کی مساعدت ومعاونت کرکے بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے، پھر بھی اس کو ملت اسلامی کا ستون کہا جائے؟ اگر ملت اسلامی وہ ہے جو اس زندیق نے بیان کی ہے تو ایسی گمراہ و باطل ملت سے میں خداوند کریم کے حضور میں برأت کا اعلان کرتا ہوں۔

افسوس صد افسوس! ان لوگوں کے حال پر جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے، یہ ان لوگوں کے ظاہری و باطنی عیوب ہیں اور یہ ان کے ظاہر و باطن میں فرق ہے، انہی فاضل مؤرخ علامہ شبلیؒ ہی کو لے لیجئے جنہوں نے اپنی کتابوں میں ایسے مسائل واصول ذکر کئے ہیں، جن کو ایک ایسا شخص جو خود خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اور اس کا دل اس ایمان سے ٹھنڈا اور پُر سکون ہو، نیز خدائے پاک نے اس کے سینے کو اسلامی تعلیمات کے فہم کے واسطے منشرح کردیا ہو، وہ ان اصول ومسائل کو ہرگز قبول نہ کرسکے گا۔

موصوف اپنے بہت سے نظریات میں اسی ملحد سرسید کے افکار کے متبع نظر آتے ہیں، اس مؤرخ کے عذر کو قبول کرتے ہوئے آخری حد یہ ہے کہ ہم اس کو غالی معتزلی شمار کریں (ورنہ ان کا معاملہ بھی نازک اور افکار خطرناک ہیں)۔

دراصل فی زمانہ امت میں شر انگیزی اور فتنہ وفساد کا سیل رواں جاری ہے اور دینی مداہنت اور عملی نفاق کا دور دورا ہے، ہاں جو شخص خدائے پاک کے حضور سالم صحیح دل کے ساتھ حاضر ہوجائے یا جس شخص کو خداوند کریم محفوظ رکھیں، وہی شخص فوز وفلاح سے ہمکنار ہوگا۔

پھر جب اس شخص کا یہ حال ہے تو اس کے متبعین واحباب کا کیا حال ہوگا، بیشک توفیقِ خیر، تو الٰہی کارفرمائی ہے، اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت، خداوند کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کے متبعین علماء پر بھی تعجب ہے کہ موصوف مؤرخ نے جہاں اسلام کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی ہے اور صریح احادیث کے مخالف ومقابل تاویلات فرمائی ہیں، وہ ان تمام اغلاط پر پردہ ڈالتے ہیں۔

درحقیقت انسانی ارواح جب عالم ارواح میں مختلف گروہوں کی صورت میں جمع تھیں، تب جو روحیں آپس میں مناسبت رکھتی تھیں، وہ دنیا میں بھی باطنی طور پر آپس میں متعارف رہیں اور جن ارواح میں مناسبت نہ تھی، وہ دنیا میں بھی آپس میں اوپری اور اجنبی رہیں، انہی حضرات کی طرح ان کے متبعین علماء کی بھی قرآن وحدیث اور تاریخ کے متعلق کئی ہفوات ہیں، جن پر تنبیہ ضروری ہے، لیکن اس مختصر رسالہ میں ان تمام تر تفاصیل کا بیان کر دینا ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو راہ راست بتلائے اور ہمیں بھی الحاد وزندقہ کی فضاء سے محفوظ فرمائے اور تمہیں بھی، اللہ واقعی اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں درست دین اسلام اور ستھری شریعت محمدی کی اتباع کرتے ہوئے دنیا سے اٹھائے اور سیدھی راہ کی ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے۔

## ابوالکلام آزاد دہلویؒ اور ان کی تفسیر ترجمان القرآن

الخير أبقى وإن طال الزمان به
والشر أخبث ما أوعيت من زاد

ترجمہ:۔ ''بہتری اور اچھائی باقی رہتی ہے اگرچہ اس پر بہت زمانہ گذر جائے، اور برائی خباثت سے بھرپور ہی رہتی ہے چاہے کتنا ہی عرصہ تم اسے توشہ میں محفوظ رکھو۔''

''ترجمان القرآن'' اردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے جس پر ابوالکلام احمد دہلوی کے مختصر اور مبسوط فوائد تحریر ہیں۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے متعلق اور اس میں موجود مخالف سنت واجماع امت، مباحث سے متعلق کچھ وضاحت بیان کردوں، اس وضاحت پر مجھے بعض معاصرین کے ان تعریفی کلمات نے برانگیختہ کیا جو قاہرہ کے رسالہ ''الفتح'' کے عدد: ۵۶۲ میں شائع ہوئے، ان کے کلمات بجا طور پر اس محاورہ کے مصداق ہیں: ''يداك اوكتا وفوك نفخ'' یعنی اپنے ہاتھ سے مشکیزہ کو بند کر رہے ہو اور منہ کی پھونک سے ہوا بھر رہے ہو''، انہوں نے ایسے تعریفی